REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۲۴

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

ناشرین:- قریشی محمد فضل اللہ — محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۶؍ جون ۱۹۹۴ء

۶؍ محرم ۱۴۱۵ ہجری — ۱۶؍ احسان ۱۳۷۳ ہش — ۱۶؍ جون ۱۹۹۴ء

خدا کے نزدیک حقیقی مومن

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیحِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

”..... یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں ...... پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کرائیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور اس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دُنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لُوں۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دُنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دُنیا سے جُدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ۔“

(الوصیۃ صفحہ ۳۲-۳۳)

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۰؍ احسان (جون)۔ الحمدللہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے بعض ممالک کے دورہ کے بعد واپس لندن تشریف لے آئے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ حضور بصحت و عافیت ہیں۔ اور دن رات مہماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔

آج حضور انور نے مسجد فضل لندن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ احبابِ جماعت اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ آمین ❖

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍ جون ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے اور جماعت کو خلیفہ سے ہے اُس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی

جو لوگ جماعتی خدمات کرتے ہیں اُن کے لئے دُعائیں کریں اُن سے پیار کریں

ازسیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(ایم۔ٹی۔اے)۔ تشہد و تعوذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے آیت کریمہ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ○

(آل عمران: ۱۰۴)

کی تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ دُنیا کی کئی جماعتوں کے اجتماعات و جلسہ سالانہ اس ہفتہ میں ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اجتماعات میں برکت ڈالے۔ حضور نے حدیث قدسی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میری وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی ہے اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی ہے۔ اور میری وجہ سے ایک دوسرے سے دوستی کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی اور صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی“۔ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے تمام اجتماعات محض للہ ہوتے ہیں جن سے ایک دوسرے سے محبت اور تعلقات کے روابط بڑھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے محض للہ محبت کرنے لگتے ہیں۔

یہ عالم گیریت جو جماعتِ احمدیہ کو عطا ہوئی درحقیقت حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی کا صدقہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ للّٰہی محبت ہی ہے جس سے طاقت بنتی ہے۔ اس طاقت کے نتیجہ میں اجتماعیت بنتی ہے۔ اور اطاعت کی رُوح پیدا ہوتی ہے۔ اگر للّٰہی محبت کو نکال دیں تو پیچھے کچھ بھی نہیں رہے گا۔ پھر نہ تو فرد کا فرد سے تعلق ہوگا اور نہ ہی صلہ رحمی کا کوئی آپس میں تصور ہوگا۔ حضور نے حدیثِ قدسی کہ صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی خدا تعالیٰ کی محبت واجب ہو جاتی ہے، کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مُراد یہ ہے کہ بنی نوع انسان سے ایک ایسا تعلق قائم کرو کہ وہ تمہارے خونی رشتے بن جائیں۔ اور خونی رشتوں کی طرح پاک و صاف ہو جائیں۔ اور از خود تعلق دِل سے پھوٹے۔ حضور نے فرمایا کہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ آج دُنیا میں جماعتِ احمدیہ اس مضمون کے اطلاق کا ایک زندہ اور پاکیزہ نمونہ ہے۔ پس آج کی دُنیا میں اگر کسی نے حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عملی نمونہ کے طور پر زندہ دیکھنا ہے تو جماعتِ احمدیہ میں دیکھے۔ اور یہ نعمت جو ہم کو عطا ہوئی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسیلہ سے ہم کو نصیب ہوئی ہے۔ اور خلافت کے ذریعہ سے یہ نیکیاں آگے بڑھائی جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے ہوتی ہے اور جماعت کو خلیفہ سے ہوتی ہے اس کی کوئی مثال دُنیوی تعلقات میں کہیں دِکھائی نہیں دیتی۔ اور یہ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی آپس کے آپس میں للّٰہی تعلقات بڑھیں گے۔ اور یہ میرا تجربہ ہے کہ جن کو خلیفہ وقت سے زیادہ محبت ہوتی ہے وہی آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۶ر احسان ۱۳۷۳ ہش

ایک ہمدرد سے چند گزارشات

چندن بارہ (بہار) کے یوسف طلحہ صاحب کا خط ہمیں ملا ہے جسے ہم آج کی گفتگو میں پیش کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"آج ملتِ اسلامیہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ جس کسی کو سرداری کی چاہت ہوئی ہے اُس نے ایسا ڈھنگ رچا کہ سادہ لوح عوام اس کی گرویدہ ہو گئی۔ ان ہی اہواء پرست حضرات میں سے مرزا قادیانی ہے جو کبھی اپنے والد کی پنشن کی خطیر رقم لے کر فرار ہو گئے تھے۔ اس کے ماننے والے بھی اپنے آپ کو اہلِ حق کہا کرتے ہیں۔

راقم حروف نے قادیانیت کے موضوع پر امام العصر احسان الٰہی ظہیر کی کتاب "القادیانیہ" مناظر الاسلام ثناء اللہ امرتسری کی کتاب "قادیانی کافر کیوں؟" مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کی کتاب "قادیانیت اپنے آئینے میں" کا بڑی باریک بینی، دقتِ نظری اور وسعتِ فکری کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ ان تمام تحقیقی دستاویز کے مطالعہ کے بعد بات یہی سمجھ میں آئی جو کوئی ذی شعور سمجھ سکتا ہے۔ اور ان احادیث کا علمی دراسہ بھی کیا جو نزولِ عیسٰی کے بارہ میں وارد ہیں۔ اخیر میں جو بات میرے سامنے کھل کر آئی وہ یہی کہ قادیانی کے کفر میں شک و شبہ کی کوئی مجال باقی نہیں ہے اور بسا اوقات اپنی اس صحیح فکر کا اظہار عوام الناس کے سامنے اپنی تقریروں میں بھی کیا ہے۔

اب بلّغوا عنّی ولو اٰیۃ کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اپنی بات آپ تک پہنچانا ایک فریضہ منصبی سمجھتا ہوں۔ آپ بھی ان کتابوں کا مطالعہ اور نزولِ عیسٰی و خروجِ مہدی کے باب میں وارد احادیث کا دراسہ بالغ نظری کے ساتھ "اللّٰھم ارنا الحق" کی دُعا کرتے ہوئے کیجئے۔ ان شاء اللہ حق کے دریچے اللہ آپ پر کھول دے گا۔ اگر ناچیز کی مالی حالت اس بات کی اجازت دیتی کہ آپ تک بذریعہ ڈاک ان کتابوں کو پہنچا دوں تو یقیناً ایسا کرتا لیکن مجبور ہوں۔

رخصت ہونے سے پہلے ایک اور بات کہہ دیتا ہوں کہ اگر میری کوئی بات بُری معلوم ہو (جن کا تعلق میری ذات سے ہے قرآن و حدیث سے نہیں) تو چشم پوشی کیجئے گا۔ اور کوئی نئی چیز اور جدید تحقیق آپ کے پاس ہو تو میری رہنمائی فرمائیے۔

اب اجازت دیجئے۔ یوسف زندہ صحبت باقی۔ والسّلام

یوسف طلحہ۔ چندنباری۔"

خط کی عبارت پڑھنے سے مجموعی طور پر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ یہ خط نیک نیتی سے ہمدردی کے طور پر لکھا گیا ہے۔ ہم یوسف طلحہ صاحب کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے اپنے خیال میں ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور اگر اُن کی بات سچ ہوتی تو ہمیں اس کے [illegible] ایک لمحہ کا بھی تردد نہ ہوتا۔

لیکن سوال صرف یہ ہے کہ طلحہ صاحب نے تصویر کا صرف ایک رُخ دیکھا اور پیش کیا ہے۔ انہوں نے جن حضرات کی کتب کے حوالہ سے احمدیت کو جھوٹا سمجھا ہے وہ سب احمدیت کے نہ صرف شدید مخالف بلکہ معاند تھے۔ ہماری طلحہ صاحب سے درخواست ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ لکھتے کہ آپ نے ان حضرات کی کتب کا بھی مطالعہ کیا ہے اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتب کو بھی پڑھا ہے۔ یا ان حضرات کی کتب کے جواب میں احمدیوں کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے وہ بھی آپ کے مطالعہ میں رہا۔ اور پھر ہر دو کی باتوں کو دیکھ کر اور سمجھ کر آپ نے احمدیت کو جھوٹا سمجھا ہے۔ اگر آپ ایسا لکھتے تو یہ بات ایک حد تک درست ہوتی۔ لیکن آپ تو مذکورہ مخالفین کی کتب اور ان کے یکطرفہ مطالعہ کا ذکر کر کے ہی احمدیت کو جھوٹا سمجھ رہے ہیں۔ اور پھر اس یکطرفہ تحقیق پر بناء رکھ کر خاکسار کو بھی دعوت دے رہے ہیں کہ مَیں احمدیت کو ترک کر دوں۔ یا للعجب!

راقم الحروف نے تو نہ صرف احمدیت کے مخالفین کی کتب پڑھی ہیں بلکہ اُن کا جو جواب جماعتِ احمدیہ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ خاکسار تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ احمدیت کی مخالفت میں جن لوگوں نے بھی کتب لکھی ہیں ان کا قرآن و حدیث کا علم بالکل سطحی ہے۔ اور سب ظاہر پرستی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس پر طرّہ یہ کہ احمدیت کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے وہ دِل کھول کر جھوٹ بولتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان مخالفین نے لکھا ہے، احمدیوں کا کلمہ اَور ہے۔ یہ آنحضرت صلعم کو خاتم النّبییّن نہیں مانتے۔ ان کا قرآنِ مجید پر ایمان نہیں۔ یہ لوگ قادیان میں حج کرتے ہیں۔ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں انہوں نے حوریں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ انگریزوں کے پِٹھو ہیں۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ پر بیسیوں اعتراضات ہیں جو نہایت بے شرمی سے اور جھوٹے طور پر یہ مولوی لکھتے بھی ہیں اور برملا اپنی تقریروں میں ان کا اظہار بھی کرتے ہیں ۔۔۔ اب جبکہ مَیں خود دیکھتا ہوں کہ احمدی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس ایمان لانے پر انہیں پاکستان میں سزائیں تک دی جا رہی ہیں تو ان مولویوں کی باتوں کو کیسے مان لوں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ احمدی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہ صرف خاتم النّبییّن مانتے ہیں بلکہ ایسی شان سے مانتے ہیں کہ اس کا عُشرِ عشیر بھی دیگر فرقوں کے علم میں نہیں۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ احمدی قرآنِ مجید پر سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ النّاس تک نہ صرف ایمان لاتے ہیں اور اسی کو سرچشمۂ ہدایت سمجھتے ہیں بلکہ قرآنِ مجید پر اپنوں اور پرایوں کی طرف سے کئے گئے حملوں کا جواب دلائل و عرفان کے نُور سے دیتے ہیں تو کیسے ان مُلّاؤں کی باتوں پر ایمان لے آؤں۔ اور پھر جبکہ مَیں خود قادیان میں رہتا ہوں، یہیں پیدا ہُوا۔ آج تک ہم نے قادیان میں احمدیوں کو حج کرتے نہیں دیکھا۔ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں ان شہوت پرست مولویوں کی حُوروں کو نہیں دیکھا تو آپ خود ہی بتائیے کہ ان جھوٹوں کو کس طرح سچّا سمجھ لیا جائے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ان مولویوں کا چونکہ فتوٰی ہے کہ اظہارِ حق کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ (فتاوٰی رشیدیہ کامل صفحہ) اسی خاطر یہ لوگ جھوٹ بولنے کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ ایک طرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جھوٹے کو منافق قرار دیا ہے اور جھوٹ بولنے اور جھُوٹی گواہی دینے کو کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف یہ مخالفین نہ صرف جھُوٹ کی نجاست کو مزے لے لے کر کھا رہے ہیں۔ بلکہ اس پر نازاں و فرحاں ہیں ۔۔۔ اب آپ خود ہی بتائیے کہ ایک شخص کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اگر ثابت کرنے والا شخص خود بھی دِل کھول کر اور پیٹ بھر کر جھُوٹ بولنے لگے تو ایسے شخص کو کیا کہیں گے؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔۔۔!

طلحہ صاحب! یاد رکھئے، سعید رُوحوں کے جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونے کا ایک راز ان غیر احمدی مولویوں کے جھُوٹ میں بھی پنہاں ہے۔ جب سادہ مزاج اور نیک بخت لوگ علم و عمل سے عاری ان جُبّہ و طُرّہ پوش مولویوں کی تقاریر کو سُنتے ہیں جو یہ احمدیوں کی مخالفت میں کرتے ہیں یا اُن کی کتب پڑھتے ہیں اور پھر بعد میں تحقیق کر کے اُسے سراسر جھُوٹ پاتے ہیں تو فوراً احمدیت قبول کر لیتے ہیں۔ چونکہ آپ کا مطالعہ بھی یکطرفہ ہے، اگر آپ قادیان تشریف لا کر یا بالمقابل احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کر کے احمدیت کے بارے میں سچی تحقیق کریں گے تو آپ پر بھی یقیناً مولویوں کا جھُوٹ کھُل جائے گا اور آپ پر صاف عیاں ہو جائے گا کہ احمدیوں کے خلاف جھُوٹ کو ان مولویوں نے صرف اور صرف اپنی روزی روٹی کا ذریعہ بنایا ہُوا ہے۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

جمعۃ المبارک کا بڑی بے صبری سے انتظار

رُڑکی سے ایک خط

رُڑکی (یو۔پی) سے مکرم محمد شمیم صاحب اپنے ایک خط محررہ مورخہ ۲۸/۵/۹۴ میں لکھتے ہیں:۔

"مورخہ ۲۷/۵/۹۴ کو شام چھ بجے سے سات بجے تک حضور خلیفۃ المسیح الرابع کا خطبہ جمعہ سُننے کی توفیق ملی۔ ریڈیو ماسکو سے ۱۶ میٹر بینڈ پر بہت صاف خطبہ آیا۔ ایک ایک لفظ حضور کا موتی کی طرح معلوم ہُوا۔ کیونکہ ۲۷ مئی کو یوم خلافت تھا اس لئے خاکسار کو اُمید تھی کہ خلافتِ احمدیہ پر خطبہ دیا جائے گا۔ لیکن حضور نے حبل اللہ (اللہ کی رسّی) نبوّت کی نعمت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا آپس میں بھائی بھائی بن کر آگ سے بچ جانے پر بہترین ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ اعلیٰ اخلاق کو قائم کرنے کے بارے میں احادیث کی روشنی میں بہترین نصیحت فرمائی۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

جماعت کی زندگی دو چیزوں میں ہے ایک خلافت ایک شوریٰ

مجلس شوریٰ سے خلافت کو تقویت ملتی ہے اور خلافت سے مجلس شوریٰ کو صحت عطا ہوتی ہے

مجلس شوریٰ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ جماعت احمدیہ بھائی بھائی بنی رہے

جماعت احمدیہ سویڈن اور جماعتہائے احمدیہ پاکستان کی مجلس مشاورت پر حضور انور کی بصیرت افروز ہدایات

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۵ راپریل (شہادت) ۱۳۷۳ ہش ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورہ انفال وسورہ آل عمران کی آیات تلاوت فرمائیں۔ اور پھر فرمایا

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورۃ الانفال۔ آیت ۶۴)

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۰)

(پہلی آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ الانفال کی چونسٹھویں آیت ہے جس کی گذشتہ جمعے میں بھی میں نے تلاوت کی تھی مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ میں نے اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ کی بجائے اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ پڑھ دیا تھا کیونکہ اسی مضمون کی انہی لفظوں میں ایک اور آیت بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ تو ذہن میں وہ آیت رہی ہے اس لئے اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ کی بجائے قُلُوْبِكُمْ پڑھا گیا۔ یہ قرآن ہی کی ایک آیت ہے مگر دوسری آیت ہے اس میں وہ لفظ نہیں ہے۔ اس لئے میں نے آج دوبارہ اس کی تلاوت کی ہے تاکہ اگر کسی نے ریکارڈ کی ہو تو وہ درست تلاوت پھر ریکارڈ کر لے اور پہلی تلاوت کو حذف سمجھے یا غلط۔ (تلاوت کے متعلق "غلط" کا لفظ تو استعمال کرنے کو دل نہیں چاہتا) مگر پہلی تلاوت کے اوپر اس صحیح تلاوت کو ریکارڈ کر لے)

دوسری جو میں نے آیت پڑھی ہے اس کا تعلق شوریٰ سے ہے اور اس مضمون سے بھی ہے یعنی تالیف قلب کے ساتھ۔ یہ میں نے اس لئے پڑھی ہے کہ آج مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی مجالس شوریٰ منعقد ہو رہی ہیں اور اس کے علاوہ دیگر اجتماع بھی ہیں تو اس لئے میں نے شوریٰ کا مضمون آج کے خطبے کے لئے اختیار کیا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گجرات کا ضلعی اجتماع کل چودہ اپریل سے شروع ہے۔ خدام الاحمدیہ قیادت ضلع منڈی بہاؤ الدین کا پہلا ضلعی اجتماع بھی کل سے شروع ہو چکا ہے اور آج اختتام پذیر ہو گا۔ جماعت احمدیہ سویڈن کی مجلس شوریٰ آج پندرہ اپریل سے شروع ہو رہی ہے اور سب سے اہم جماعتہائے احمدیہ پاکستان کی مجلس مشاورت بھی آج سے شروع ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ تین دن جاری رہے گی۔ بعض عرب ممالک میں بھی آج خدام اور اطفال کے اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں انڈونیشیا سے بھی اطلاع ملی ہے کہ مجلس شوریٰ کل یعنی سولہ اپریل سے شروع ہو رہی ہے اور انشاء اللہ دو دن جاری رہے گی۔ جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ چاند اور سورج گرہن کے نشان پر سو سال پورے ہونے پر تقریب منا رہی ہے اور اس کا سارے ملک میں چرچا ہے اور وہ بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تقریبات کو مفید بنائے۔

پس آج جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا شوریٰ کا مضمون میرے پیش نظر ہے۔ وہ آیت جو شوریٰ والی ہے وہ بھی اسی مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ پس یہ محض اللہ کی طرف سے رحمت ہے کہ تو ان پر مہربان ہو گیا ان کے لئے تیرا دل نرم ہو گیا۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اگر تو سخت دل ہوتا اور بدخلق ہوتا (نعوذ باللہ من ذلک) لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ وہ تیرے اردگرد سے تجھے چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ پس ان سے عفو کا سلوک فرما۔ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ان کے لئے بخشش طلب کر۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ اور ان سے مشورہ کیا کر۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ لیکن فیصلہ تو نے کرنا ہے۔ ان کے مشورے کا مطلب یہ نہیں کہ جو وہ کہیں وہ تو کرتا چلا جا۔ فیصلہ تیرے سپرد ہے جب تو فیصلہ کرے گا تو پھر ان مشورہ دینے والوں پر تیرا توکل نہیں، اللہ پر توکل ہو گا۔ کیونکہ اللہ کی خاطر، اسی کی عطا کردہ فراست سے تو ایک نتیجے تک پہنچے گا۔ اور پھر مومنوں پر توکل نہیں بلکہ اللہ پر توکل کرنا ہے۔ اس میں مجلس شوریٰ کی روح اور اس کا گہرا فلسفہ بیان فرما دیا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ اور اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے بہت محبت رکھتا ہے

اس آیت کے تمام پہلوؤں پر گفتگو تو اس وقت پیش نظر نہیں ہے کیونکہ گذشتہ رمضان میں درس کے موقع پر یہ آیت بھی زیر بحث آئی تھی اور اس کے مختلف پہلوؤں پر میں نے روشنی ڈالی تھی مگر کوئی آیت بھی ایسی نہیں ہو سکتی جس کے تمام پہلو کسی کے اختیار میں ہوں کہ وہ بیان کر سکے۔ ہر دفعہ جب دوبارہ تلاوت ہوتی ہے تو کوئی نہ کوئی نیا مضمون ذہن میں آجاتا ہے۔ بعض دفعہ نہیں آتا۔ کیونکہ عام تلاوت

کے وقت ہر آیت پر ٹھہر ٹھہر کر غور کا موقع نہیں ملتا مگر ویسے میرا تجربہ ہے کہ جب بھی کسی آیت کو موضوع بنانا ہو تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس کا کوئی نیا پہلو ذہن میں نہ آیا ہو اور یہ قرآن کریم کی ہر آیت کی ایک شان ہے کہ وہ "کوثر" جس کا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا تھا قرآن کی ہر آیت وہ کوثر بن جاتی ہے اور انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

ہے تو قطرہ، وہ دریا کیسے بن گیا۔ یہ وہی مضمون ہے کہ ہر آیت کریمہ ایک دریا کا منبع بن جاتی ہے۔ اس سے ایک علم و عرفان کا دریا پھوٹ سکتا ہے پس چونکہ یہ آیت بہت سے لطیف اور وسیع مضامین پر مشتمل ہے۔ میں اس وقت محض اس حصے پر پہلے روشنی ڈالتا ہوں۔ جس کا تعلق مومنوں کے اکٹھے اور ایک جان ہو جانے سے ہے۔

گذشتہ جمعے میں جو آیت پڑھی تھی وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اس پر ابھی مضمون جاری تھا کہ خطبہ ختم ہو گیا یہ انشاء اللہ آئندہ خطبے میں میں پھر دوبارہ شروع کروں گا۔ لیکن اس کے ایک پہلو کا شوریٰ سے گہرا تعلق ہے کیونکہ مشورے کی ہدایت سے پہلے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ پر مہربان ہو جانا اور اس کے نتیجے میں حضور اکرمؐ کے گرد گرداں کا گھومتے رہنا اور قرب اختیار کرتے رہنا یہ مضمون بیان ہوا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر یہ لوگ منتشر ہو جاتے اور اس کے معاً بعد فرمایا ہے۔ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ان سے عفو کر، ان کے لئے بخشش طلب کر اور ان سے مشورہ لیا کر۔ پس مشورہ نبوت اور مقتدیوں کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے درمیان ایک گہرا تعلق کا رابطہ بن جاتا ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں مسلمانوں کی تعریف میں بھی یہ بیان فرمایا وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ کہ ان کے معاملات آپس میں مشورے سے چلتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کا تالیف قلب سے ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا ہو جانے سے ایک دوسرے سے محبت ہو جانے سے کیا تعلق ہے؟ ایک تو بڑا بھاری، واضح، کھلا کھلا تعلق یہ ہے کہ مشورے کی فضا قائم ہی وہاں ہوتی ہے۔ جہاں بھائی چارہ ہو۔ اس کے سوا مشورے کی فضا قائم ہو ہی نہیں سکتی یہ انسانی فطرت کے خلاف بات ہے اور اگر بھائی چارہ نہ ہو اور مشورہ ہو تو پھر بد دیانتیاں چلتی ہیں، پھر مشورے میں دھوکے دیئے جاتے ہیں، مشوروں کے اعتبار اٹھ جاتے ہیں۔ پس یاد رکھو مجلس شوریٰ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ جماعت احمدیہ بھائی بھائی بنی رہے اور بھائیوں کی طرح ایک جان ہو جائے یا "ایک جان دو قلب" جس طرح محاورہ مشہور ہے، خواہ قالب الگ الگ ہوں جان ایک ہی رہے۔ ایسی صورت میں جو مشورے ہوتے ہیں وہ بہت گہری فراست کے علاوہ تقویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔ جب ایک خاندان کے لوگ جو آپس میں پیار رکھتے ہیں، محبت کرتے ہیں، جب کسی مسئلے کے متعلق اکٹھے ہو کر، سر جوڑ کر باتیں کرتے ہیں تو مشوروں کے دوران گہری سنجیدگی پائی جاتی ہے ہمدردی پائی جاتی ہے اور غور و فکر کے لئے ہر انسان کھلا انہماک رکھتا ہے اور یہی وہ روح ہے جو جماعت احمدیہ کی مجالس شوریٰ میں زندہ ہے۔ اور ہمیشہ رہنی چاہیئے اس کے بغیر جماعت احمدیہ کی شوریٰ یا مجالس مشاورت اپنے مقاصد کو نہیں پا سکیں گی بھائی چارے کی فضا اتنی ضروری ہے کہ میں نے دیکھا ہے پہلے بھی یعنی خلافت سے پہلے بھی جب میں مجلس شوریٰ میں بیٹھا کرتا تھا، کہ کوئی ایک شخص بھی مشورے کے دوران اگر کوئی تلخ بات کہہ دیتا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اس پر شدید رد عمل دکھاتے تھے اور کہتے تھے ہرگز ایسی بات تمہیں کرنی نہیں سے تمہارے بھائی کی دل شکنی ہوتی ہے یا تمہارے

انداز میں تکبر کا عنصر شامل ہو جائے۔ بعض لوگ بعض دفعہ ایک شخص کا ذکر کر دیتے تھے تو مجھے یاد ہے ایک دفعہ میں نے بھی ایک نام لے کر تبصرہ کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مجھ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تمہیں نہیں کرنا چاہیئے تھا کیونکہ گفتگو میں جو دلیل میں دے رہا تھا وہ نظر آ رہا تھا کہ خدا کے فضل سے غالب ہے اور اس کے بعد جس شخص کی دلیل کے جواب میں یہ دلیل تھی وہ بھی جماعت میں پرانے خادم اور ایک مرتبہ رکھتے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بالکل درست میری تربیت فرمائی کہ تمہیں اس موقع پر نام نہیں لینا چاہیئے تھا۔ دلیل کے مقابل پر دلیل سے بات رکھتے یہی کافی تھا۔ تو اس لئے سب سے پہلا پیغام میرا مجلس شوریٰ پاکستان کو اور دیگر مجالس شوریٰ کو یہی ہے کہ قرآن کریم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیف قلب کا اور ایک دوسرے سے اکٹھے ہو کر بھائیوں کی سی شکل اختیار کر جانے کا مجلس شوریٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ آپس کی الفت نہ ہو تو مشورے بے معنی، بے حقیقت بلکہ بسا اوقات نقصان دہ ہو جاتے ہیں اور شوریٰ کا اعلیٰ مقصد ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ اس لئے ہر مجلس شوریٰ میں دنیا میں کہیں بھی منعقد ہو، خواہ وہ جماعت کی عمومی مجلس شوریٰ ہو یا ذیلی مجالس کی ہوں اس نصیحت کو خوب پلے باندھ لینا چاہیئے کہ شوریٰ کے دوران بھی کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے کسی بھائی کی دل شکنی ہو اور شوریٰ کے علاوہ بھی محبت کا ماحول قائم کرنا شوریٰ کے بابرکت ہونے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ پس تالیف قلب کا جو مضمون میں اگلے جمعے سے دوبارہ شروع کروں گا اس کی اہمیت شوریٰ کے لحاظ سے بھی بہت بڑی اہمیت ہے اور جیسا کہ میں نے بارہا پہلے بھی ذکر کیا ہے میرے نزدیک جماعت کی زندگی دو چیزوں میں ہے ایک خلافت اور ایک شوریٰ۔ یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کے اندر جماعت کی بقا کا راز ہے ہمیشہ ہمیش کے لئے اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اپنے دلوں میں اس کو جاگزیں کر لیں، اپنی فطرت ثانیہ بنا لیں کہ خلافت سے وابستگی اور مجلس شوریٰ سے اس کے تمام لوازم کو پیش نظر رکھتے ہوئے احترام اور ادب کا تعلق اور اس نظام کو تقویت دینا جماعت کی بقا کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

اب میں شوریٰ کے متعلق چند اور باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو آپ کی مجالس شوریٰ میں عموماً زیر بحث آتی رہنی چاہئیں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد، جب ایک جگہ مجلس شوریٰ کا نظام جاری ہو جائے تو پھر لوگ اپنے ذہنوں پر زور دیتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں کہ کیا بات ہم لکھیں کہ ہمارا اس سال کا بھی ایجنڈا بن جائے اور وہ بنائے ہوئے ایجنڈے غیر حقیقی ہوتے ہیں اور مصنوعی ہوتے ہیں۔ اور ان بنائے ہوئے ایجنڈوں میں بعض دفعہ نہایت لغو باتیں راہ پا جاتی ہیں۔ ایک آدمی کو شوق ہے کہ میں ہر سال کچھ نہ کچھ ضرور لکھوں اور بسا اوقات سالہا سال کے مجالس شوریٰ کے ایجنڈے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ یا بعض جماعتوں کو مسلسل یہ شوق رہتا ہے کہ ہم ضرور اس میں حصہ لیں اور وہ کوشش کر کے بناوٹ کے ساتھ مشورے بھجوانے کی کوشش کرتے ہیں یا کرتی ہیں۔ جماعتیں، اور ایسے مشورے غیر حقیقی اور بے معنی سے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کو رستے ہی میں روک لیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ جب شوریٰ تک پہنچ بھی جائیں تو عجیب سے دکھائی دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی نے کوشش سے بناوٹ سے یہ بات پیش کی ہے۔ مشورہ وہی حقیقی مشورہ ہے جو از خود ضرورت کے مطابق دل سے پھوٹے۔ وہ ضرور ہیں کون کونسی باتیں جن کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے جن سے آپ کو دل لگا لینا چاہیئے۔ جن کے نتیجے میں پھر صحیح مشورے آپ کو اللہ تعالیٰ خود عطا فرمائے گا وہ ضرور ہیں میں چند آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ہر مجلس شوریٰ میں دُنیا میں کہیں بھی منعقد ہو، خواہ وہ جماعت کی عمومی مجلس شوریٰ ہو یا ذیلی مجالس کی ہوں اس نصیحت کو خوب پلے باندھ لینا چاہیئے کہ شوریٰ کے دوران بھی کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے کسی بھائی کی دل شکنی ہو اور شوریٰ کے علاوہ بھی محبت کا ماحول قائم کرنا شوریٰ کے بابرکت ہونے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

سب سے پہلی ضرورت تو تالیف قلب کی ہے۔ جماعت کو کس طرح آپس میں محبت سے باندھے رکھنا ہے تاکہ کہیں بھی، کسی سطح پر بھی کوئی تلخی پیدا نہ ہو۔ اس سلسلے میں تمام جماعتوں میں از خود ایسے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ کوشش کر کے تجسس کی ضرورت نہیں بلکہ از خود سامنے آتے رہتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض باتیں جماعت میں ایسی راہ پا گئی ہیں جس سے آپس کی محبت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ بعض دفعہ چھوٹے حلقوں میں بعض جماعتوں میں یہ تکلیف دہ باتیں پائی جاتی ہیں بعض دفعہ بعض جماعتوں میں بالعموم ایسی عادتیں پڑ جاتی ہیں جن سے محبت کا ماحول قائم نہیں رہتا اور اس کے نتیجے میں ہمیشہ آپس میں اختلاف رہتا ہے۔ چنانچہ بعض جماعتوں کا میں نے ایک دفعہ نام بھی لیا تھا، اس پر ان کی طرف سے معذرت کے خطوط بھی آئے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ وہ اپنے وعدوں پر قائم رہے یا نہیں، مگر آج میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا بالعموم دنیا میں جہاں بھی جماعت کی ترقی رکتی دکھائی دے وہاں خدا کے فرشتوں کا تو کوئی قصور نہیں، وہ تو ہر جماعت کے لئے ترقی کے پیغام لے کے آرہے ہیں، ضرور اس جماعت میں کوئی ایسا نقص واقع ہوا ہے جس کے نتیجے میں ان کی ترقی رک گئی ہے۔ اس لئے وہ نقص تلاش کرنا یہ بہت ہی اہم کام ہے اور اس کا جس حد تک مجلس شوریٰ سے تعلق ہے اپنی شوریٰ میں ان باتوں کو پیش کرنا چاہیئے کہ ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن اس ضمن میں ایک بہت ہی اہم احتیاط ہے جس کی طرف میں آپ کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں جب بھی ایسے نقائص کی بات، ہو جن کا تعلق جماعت میں افتراق پیدا کرنے اور دلوں کے پھاڑنے سے ہو وہ باتیں اپنی ذات میں بہت حساس ہوتی ہیں۔ اور اگر ذرا بھی بے وقوفی سے وہ باتیں مجلس شوریٰ میں پیش کی جائیں تو اپنا مقصد حاصل کرنے کی بجائے اپنے مقصد کے بالکل برخلاف نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ بعض مجالس شوریٰ کی رپورٹوں سے مجھے پتہ چلا کہ بعض دفعہ اس نیک نیت سے کہ ہماری جماعت میں یہ یہ باتیں ہو رہی ہیں ہمیں ان کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے، اس نیک نیت سے یا اس نیک نیت کا عذر رکھ کر ایک مشورہ پیش کیا گیا اور پھر وہاں ایسی لڑائیاں آپس میں ہوئی، ایسی ایک دوسرے کے اوپر باتیں کی گئیں جو ہرگز مجالس شوریٰ کے شایان کے مطابق ہونا تو درکنار، جماعت احمدیہ جس اعلیٰ اخلاقی معیار پر ہے اس کی کسی عام مجلس میں بھی زیب نہیں دیتیں۔ اور جب ایسی باتیں ہوئیں اور مجھے علم ہوا تو پھر میں نے فوراً اقدام کیا۔ بعض لوگوں کو جماعت سے بھی خارج کرنا پڑا ہے، بعض لوگوں کو جماعت سے خارج تو نہیں کیا گیا مگر ان کے چندے بند کر دیئے گئے کیونکہ ان کی باتوں سے دکھائی دے رہا تھا کہ انہوں نے معاملات کو ذاتی بنا لیا پس یہ اہم بات ہے جس کی طرف میں خصوصیت سے پاکستان کی جماعتوں کو بھی اور مجلس مشاورت مرکزیہ کو بھی اور تمام دنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

مجلس شوریٰ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ جماعت احمدیہ بھائی بھائی بنی رہے۔ ایسی صورت میں جو مشورے ہوتے ہیں وہ بہت گہری فراست کے علاوہ تقویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔

شوریٰ کیا ہے؟ شوریٰ دلوں کو باندھنے کا ایک ذریعہ ہے اور شوریٰ سے جتنا اعتماد، انتظام اور جماعت میں پیدا ہوتا ہے بہت کم دوسرے ذرائع سے پیدا ہوتا ہے یا خلیفہ وقت کا براہ راست جماعت سے ایک تعلق ہے اور باہمی اعتماد کا ایک تعلق ہے یا پھر مجلس شوریٰ کا جماعت کے ساتھ ایک باہمی اعتماد کا تعلق ہے۔ اور جیسا کہ میں نے قرآن کریم سے ثابت کیا ہے، مجلس شوریٰ کے ذکر میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ نظام جاری فرمایا وہیں اس سے پہلے دلوں کے باندھے جانے، آپس کی محبت کے ذکر اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خلق کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر تو ان کے لئے نرم نہ ہو جاتا یہ لوگ یوں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کو آپس میں اکٹھا کرنے اور جماعت کی باہمی محبت کی حفاظت کرنے کے لئے ہر دل کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی نقل کرنی ہو گی۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ کے ذریعے قرآن کریم یہ نہیں کہہ رہا کہ نعوذ باللہ کوئی احتمال تھا۔ فرمایا ہے کہ ایسا ہوا ہی نہیں، نہ ہو نا تھا کہ تو ایسا ہوتا۔ لیکن طرز کلام یوں ہے جیسے ہم کہتے ہیں بفرض محال اگر تو ایسا ہوتا تو پھر تیری تمام تر دیگر اخلاقی خوبیوں اور تعلیمی خوبیوں کے باوجود یہ لوگ تجھے چھوڑ کے بھاگ جاتے۔ اب وہ جو رحمۃ للعالمین تھا، جس کو خدا تعالیٰ نے آخری اور کامل تعلیم عطا فرمائی تھی اس تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی، جانتے ہوئے کہ یہ سچا ہے پھر بھی لوگ پیچھے ہٹ جاتے۔ یہ خدا کا کلام ہے جس کی انسانی فطرت پر گہری نظر ہے۔ پس دلوں کا ایک دوسرے کے لئے نرم رکھنا جماعت کی جمعیت کے لئے بے انتہا ضروری ہے اور وہ دل جو آپس میں بندھ جائیں، شوریٰ ان کی شوریٰ ہوتی ہے۔ مشورے وہ ہوتے ہیں جو ان دلوں سے اٹھتے ہیں جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، پیار کا تعلق رکھتے ہیں، سچی ہمدردی میں مشورے دیتے ہیں اور یہی وہ بنیادی جماعت احمدیہ کی شوریٰ کی صفات ہیں جن کی وجہ سے، ساری دنیا میں نظر دوڑا کے دیکھیں، مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ کی کوئی مثال آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ بڑی سے بڑی مہذب قوموں میں بھی خواہ اخلاقی ضوابط کتنے ہی عمدہ اور کیسے ہی بار بار سمجھائے جا چکے ہوں لیکن ان سمجھے ہوئے ضوابط کے باوجود چونکہ دل نہیں ملتے ہوتے اس لئے ان کی مجالس جو مشورے کے لئے بلائی جاتی ہیں ان میں تلخیاں، بد دیانتیاں ایک دوسرے پر گند اچھالنا یہ تمام باتیں ضرور راہ پاتی ہیں، کوئی دنیا کا ملک اس سے مبرا نہیں ہے۔ پس وہ چیز جس نے ہمیشہ مجلس شوریٰ کو صالح رکھنا ہے وہ آپ کی نیت ہے اگر ایک دوسرے سے پیار رکھیں گے اسے گناہ کبیرہ سمجھیں گے اور اگر غلطی سے دل دکھایا گیا ہے تو معافی طلب کریں گے، تو پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اندر وہ آپس کا محبت کا رشتہ اور گہرا ہوتا چلا جائے گا کیونکہ یہ بھی ایک بنیادی انسانی فطرت کا راز ہے کہ محبت یا بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے، کسی مقام پر ٹھہرا نہیں کرتی۔

پس وہ جماعتیں جن میں وہ بنیادی محرکات جو محبت پیدا کرتے ہیں ان کی حفاظت کی جائے، وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت میں

میں بڑھتے رہتے ہیں۔ جہاں وہ محرکات ختم ہو جائیں، ان پر نظر نہ رہے یا دوسری شر کی چیزیں راہ پا جائیں، ایسے موقع پر محبت کے سلسلے منقطع ہونے شروع ہو جاتے ہیں یا ان میں فاصلے بڑھتے بڑھتے آخر وہ سلسلے منقطع ہو جاتے ہیں۔ پس مجالس شوریٰ کی حفاظت کے لئے آپس کی محبت کی حفاظت ضروری ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کے اندر تو لازماً بلا استثناء اس قدر تاکید کے ساتھ نگرانی ہونی ضروری ہے کہ ادنیٰ سی بات بھی جو طعن و تشنیع کا رنگ رکھتی ہو اس کو نظام شوریٰ برداشت نہ کرے اور ایسے معاملات کو مرکز کے علم میں لانا ضروری ہے۔ وہاں موقع پر نصیحت بھی ضروری ہے اور اگر یہ سمجھا جائے کہ بات ان کی مقامی جماعت کی طاقت سے کچھ باہر ہے تو پھر اس کو مرکز کے علم میں لانا ضروری ہے۔ یہ بھی ایک حفاظت کا کام ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اور وہ جو ان کاموں پہ مامور ہیں ہم توجہ دیتے ہیں

شوریٰ کیا ہے؟ شوریٰ دلوں کو باندھنے کا ایک ذریعہ ہے اور شوریٰ سے جتنا اعتماد انتظام اور جماعت میں پیدا ہوتا ہے بہت کم دوسرے ذرائع سے پیدا ہوتا ہے۔

تمام دنیا کی مجالس شوریٰ کو یہ ہدایت ہے کہ اپنی شوریٰ کی رپورٹیں ہمیں بھجوایا کریں اور جہاں کسی ایک فقرے سے بھی یہ شبہ پیدا ہو کہ تفصیلی بحث کی چھان بین کی ضرورت ہے تو چونکہ یہ ہدایت ہے کہ آپ نے اس کی کارروائی ریکارڈ بھی کرنی ہے تو ایسے موقع پر پھر ان کو لکھ کر وہ ریکارڈ منگوایا جاتا ہے اور ایک موقع پر مجھے یہ ضرورت پیش آئی تو مجلس مشاورت کی وہ کا ریکارڈ بھی، بعض کیسٹ ہدایت دے کر منگوائیں اور خود سن کر دیکھا کہ کس رنگ میں وہاں باتیں ہو رہی تھیں، اور کیا اس نہایت ہی مقدس روح کی حفاظت کی جا رہی تھی کہ نہیں کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اللہ کے خاص فضل کے ساتھ ہیں، یہ نعمت عطا ہوئی ہے اگر ہم نے اس کی ناقدری کی تو اس کا انجام کیا ہے وہ جہنم کا کنارا ہے جو انہی آیات میں مذکور ہے۔ فرماتا ہے تم جہنم کے کنارے پہ پہنچے ہوئے تھے کہ خدا نے تمہیں اس سے کھینچ کر دور کر دیا اور تم کو آپس میں ایک دوسرے سے باندھ دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کا کنارا اس کا برعکس مضمون ہے تو آپس میں بندھے جانا جنت کا مضمون پیش کرتا ہے۔ یعنی جہنم سے جنت کا سفر بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں اپنی رحمت سے اکٹھا کر دیا اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ یہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایسا کیا گیا۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اے محمدؐ! تو اگر جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کچھ بھی خرچ کر دیتا تو یہ لوگ آپس میں محبت کے رشتوں میں نہ باندھے جاتے یہ اللہ ہی ہے جس نے ان کو اکٹھا کیا ہے۔ دوسری طرف فرماتا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ پس یہ اللہ کی تجھ پہ رحمت تھی اور غیر معمولی رحمت کہ تو ان پر نرم اور مہربان ہو گیا اور اس کے نتیجے میں

لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

یہ سارا مضمون وہی ہے جو میں پہلے کچھ حصہ بیان کر چکا ہوں۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس مضمون میں اور اس پہلے مضمون میں جو میں نے ابھی آپ کے سامنے رکھا ہے تضاد کوئی نہیں ہے اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نرم دل ہونا ان کو اکٹھے کرنے کا موجب بنا ہے اور اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ تو اگر سب کچھ بھی زمین میں خرچ کر دیتا تو ان کو اکٹھا نہ کر سکتا ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ مومنوں کے دلوں کی محبت پیسے کے نتیجے میں نہیں ہوتی اور خرچ کے نتیجے میں نہیں ہوتی اس مضمون کو چھوڑ کر بعض لوگ سمجھتے ہیں، یعنی اس کو نظر انداز کر کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو پھر کوئی واسطہ ہی کوئی نہ ہوا۔ صرف اللہ نے براہ راست محبت پیدا کر دی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کی کیا بات ہوئی؟ یہ محض کم فہمی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں محبت پیدا کی ہے اور آپ کے رحمت ہونے کی ایک یہ نشانی بھی ہے **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ** تجھے جو ہم نے رحمۃ للعالمین بنایا ہے اس رحمت کے اندر بہت سے اخلاقی پہلو ہیں۔ ایک پہلو اس کا یہ ہے کہ تو ان پر مہربان ہے نرم دل ہے اور اس کے نتیجے میں پھر وہ اکٹھے ہوئے ہیں ورنہ یہ بھاگ جاتے تو صاف پتہ چل رہا ہے کہ مومنوں کی تالیف قلب میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا ایک براہ راست گہرا تعلق ہے اور وہ رحمت جب لِنْتَ لَهُمْ کے طور پر جلوہ گر ہوتی ہے رحمت کے بہت سے پہلو ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دل ان کی محبت میں نرم ہو جاتا ہے ان کے لئے ہر وقت دھڑکتا رہتا ہے تو پھر مومنوں کے لئے ایک تالیف قلب کا سامان پیدا ہوتا ہے۔

دوسرا مضمون جو اس میں ہے یہ ہے کہ کوئی دنیاوی ذریعہ، اگر اللہ کی رحمت تجھے عطا نہ ہوتی، اور وہ یہ رحمت تھی جس کا ذکر کیا ہے، کوئی دنیاوی ذریعہ نہ مومنوں کو اکٹھا کر سکتا تھا اور نہ کبھی قوموں میں مال و دولت کے خرچ سے محبتیں پیدا ہوئی ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں وہ لوگ جن کو لالچ ہو، جو پیسے کے نتیجے میں اکٹھے ہوتے ہوں، ان کی محبتیں جو ظاہری نظر آنے والی محبتیں تو محبتیں کہلا ہی نہیں سکتیں، یہ تو خود غرضیاں ہوتی ہیں۔ پیسے کی حرص میں جو کچھ خلق انسان کے اندر موجود ہے وہ بھی کھایا جاتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے اور ایسے لوگ مکھیوں کی طرح ہوتے ہیں جو گندگی پر بیٹھتی ہیں، جب تک گندگی کا رس چوستی ہیں بیٹھی رہتی ہیں۔ اس کے بعد اٹھ کے کسی اور گندگی کی تلاش میں چلی جاتی ہیں۔ مگر فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ میں جو مضمون ہے وہ تو ہمیشہ ہمیش کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف بڑے جذبے اور پیار اور محبت اور والہیت کے ساتھ جھکے رہنے کا نام ہے یہ ہے حقیقی تالیف قلب جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہوئی۔ کیونکہ ایسی صفت ہے جو عارضی نہیں ہے جو ایک مستقل صفت ہے۔ دل کی نرمی اور دل سے پھوٹنے والا پیار کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے کہ آج میٹھا اور کل کڑوا ہو جائے، یہ تو ایک دائمی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلق کا اظہار قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ آپ ہیں ہی ایسے، وقتی طور پر نہیں ایسے ہوئے بلکہ ہمیشہ سے اللہ کی رحمت کے نتیجے بنائے ایسے گئے ہیں اور اس کے نتیجے میں مومنوں کا آپ کے گرد اکٹھے رہنا ایک لازمی امر ہے، یہ تبدیل نہیں ہو سکتا اور نہ ہوا۔ ایک لمحہ بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں نہیں آیا کہ جب مومن آپ کی ذات سے دور ہوئے ہوں پس یاد رکھیں کہ وہی کردار ہم نے اپنے معاشرے میں ادا کرنا ہے۔ اور جب آپ یہ کردار ادا کر دیں تو پھر مجلس شوریٰ کا ماحول

پیدا ہوتا ہے۔ لیکن مشوریٰ سے پہلے دو اور نصیحتیں بھی ہیں جو فرمائی گئی ہیں ان کو پیش نظر رکھیں۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ان سے عفو کا سلوک فرما۔ جب انسان کسی سے پیار کرتا ہے تو اس کا ایک ثبوت اس کے عفو میں ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اپنے پیاروں سے پردہ پوشیاں کرتے رہتے ہیں اور جن سے پیار نہ ہو ان کے چھوٹے سے نقص کو بھی اچھال کے باہر پھینکتے ہیں۔ تو عفو کا محبت سے گہرا تعلق ہے اور عفو محبت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ ہم سے عفو کا سلوک فرماتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے محبت کا اظہار ہے جہاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نصیحت ہے کہ تو جب رحمت ہے ان کے لئے، جب تو ان کیلئے نرم دل ہے تو اس کا طبعی نتیجہ دکھا، ان سے عفو کا سلوک کر۔ یہ مراد نہیں تھی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس سے پہلے عفو نہیں کرتے تھے۔ یہ ایک طرز کلام ہے ہم کو سمجھانے کے لئے کہ دیکھو محمد رسول اللہ کو محبت تھی، انہوں نے عفو بھی کیا۔ تمہیں اگر آپس میں ایک دوسرے سے سچا پیار ہے تو تمہیں بھی عفو کا سلوک کرنا پڑے گا۔ عفو سے مراد ہے روزمرہ کی عام غلطیوں، عام کمزوریوں پر انسان بے وجہ تلخی محسوس نہ کرے یا تلخی محسوس کرنے کا موقع بھی ہو تب بھی برداشت کر جائے اور اپنے پیارے سمجھ کر ان سے انسان نرمی کا سلوک جاری رکھے۔ عفو کا مطلب ایک یہ ہے کہ آپ ایک چیز دیکھ رہے ہیں پتہ ہے ٹھیک نہیں ہو رہی آنکھیں اس طرف کر لیں مگر اس کی ایک حد ہوتی ہے اس کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

> آپس کی الفت نہ ہو تو مشورے بے معنی ہیں بلکہ بسا اوقات نقصان دہ ہو جاتے ہیں

عفو کا مضمون جو ہے اس کا تعلق ایسی کمزوریوں سے ہے جن کا زیادہ تر اثر آپ کی ذات پر پڑتا ہے۔ اگر ایسی کمزوریاں ہیں جو نظام جماعت میں رخنہ ڈالنے والی ہوں تو وہاں عفو کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نظام جماعت میں رخنہ تو عفو کی بنیادی وجہ کی منافی ہے۔ عفو تو پیدا اس لئے ہوا تھا کہ آپس میں محبت ہے تو وہ لوگ جو محبتوں پر حملے کرتے ہیں اور محبتوں پر تبر رکھ دیتے ہیں، جو عفو کی جڑ کاٹتے ہیں، ان سے عفو کا سلوک کیسے ہو سکتا ہے، ان سے عفو کی تعلیم کیسے دی جا سکتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نہیں بے انتہا عفو دکھائی دیتا ہے، کہیں بڑی سخت پکڑ دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ لوگ جو ان باتوں کا فرق نہیں سمجھتے وہ پھر بعض دفعہ، جب میں بھی سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتا ہوں تو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں، مجھے لکھتے ہیں، یعنی اعتراض ان معنوں میں نہیں جس طرح ایک بیہودہ باتیں کرنے والا اعتراض کرتا ہے بلکہ اپنی نافہمی کی وجہ سے ان سے کوئی قصور ادا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں آپ تو عفو کی تعلیم دیتے تھے، آپ تو کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بے حد عفو کرنے والے ہیں، تو ہمارے معاملے میں کیا بات ہے، ہم سے کیوں انہیں عفو کا سلوک ہوا، تو وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ عفو کے بھی مواقع ہیں اور پکڑ کے بھی مواقع ہیں۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ سریع العقاب ہے، سریع الحساب ہے اور بعض دفعہ عفو، غفور ہے۔ تو جب تک آپ ان بنیادی صفات الٰہی کو جو صفات محمد مصطفیٰ بھی بنیں ان پر غور کر کے ان کی کنہ کو نہ پا سکیں گے اپنے روزمرہ معاملات کو درست کر نہیں سکتے اور نہ نظام جماعت سے آپ کا صحیح حقیقی طور پر صالح تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ پس فرمایا اگر تم ان سے محبت کرتے ہو اور کرنا چاہتے ہو تو پھر لِنْتَ لَهُمْ کے بعد عفو کا سلوک ضروری ہے لیکن ان شرائط کے ساتھ جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، تفصیل سے یہاں بیان نہیں کیں مگر کئی موقعوں پر بیان بھی کی ہیں، عفو کا ایک محل ہے، موقع ہے، اس کے اندر رہتے ہوئے ضرور عفو سے کام لینا چاہیئے اور عفو کا بہت زیادہ تعلق انسان کی ذاتی تکلیف سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس تکلیف پر غیر معمولی عفو کا سلوک فرمایا ہے جو آپ کی ذات کو پہنچی تھی۔

لیکن نظام جماعت پر جب ضرب پڑی ہے تو آپ نے عفو کا سلوک نہیں کیا کیونکہ وہ امانت ہے۔ عفو کا ایسے جرم سے تعلق ہے جو آپ کے خلاف ہو اور جس میں آپ مالک ہوں چاہیں تو یہ سلوک کریں، چاہیں تو وہ سلوک کریں۔ مگر جہاں آپ امین بن جاتے ہیں، امانت دار ہیں، اللہ تعالیٰ کی امانت آپ کے سپرد ہے وہاں نہ صرف یہ کہ عفو کے سلوک کی اجازت نہیں بلکہ قرآن کریم نے مومنوں کی اس تربیت کے پیش نظر ان کو متنبہ کیا ہے کہ جب خدا کے حکم کے تابع تم ایک آدمی کو سزا دے رہے ہو تو پھر یاد رکھنا وہاں نرمی کرو گے تو تم گنہگار بن جاؤ گے، تمہیں وہاں نرمی کا حق نہیں ہے۔

> عفو کا تعلق ایسی کمزوریوں سے ہے جن کا زیادہ تر اثر آپ کی ذات پر پڑتا ہے۔ اگر ایسی کمزوریاں ہیں جو نظام جماعت میں رخنہ ڈالنے والی ہوں تو وہاں عفو کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے، نہایت متوازن کتاب ہے، ہر تعلیم کو اس کے موقع اور محل پر بیان کرتی ہے اور موقع اور محل کی خوب نشاندہی کرتی ہے۔ ایس اس پہلو سے میں مجالس شوریٰ کی روح کی حفاظت کی خاطر آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ عفو کا سلوک عام کریں اور عفو زیادہ تر وہاں ہو جہاں اپنے آپ کو تکلیف پہنچی ہے اور اس تکلیف کو نظر انداز کرتے ہوئے خدا کی خاطر صبر کریں اور اپنے بھائی سے عفو کا سلوک فرمائیں اس سے محبت بڑھے گی۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اکثر اوقات ایسی دفعہ تو لوگ یوں بھڑک اٹھتے ہیں جیسے کسی بھڑ کے چھتے کو تیلی دکھا دی گئی ہو اور نظام جماعت کی دفعہ آنکھیں بند۔ منافق بیٹھے ہیں، باتیں کر رہے ہیں، آپ مزے سے ان کی باتیں سنتے ہیں، یا مزے نہ بھی لیتے ہوں تو اٹھ کر آ جاتے ہیں، کوئی فکر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ تو جہاں موقع اور محل نہ رہے وہاں بد زیبی آ جاتی ہے، بدصورتی اسی کا نام ہے۔ ہر چیز جو با موقع ہو، بر محل ہو وہ خوبصورت ہے اور جو محل سے ہٹ جائے وہ بد زیبی ہے۔ اب کتنا ہی خوبصورت ناک ہو کسی کا، یہاں کی بجائے ماتھے پر اگ جائے تو لوگ دور بھاگیں گے اس سے، کوئی ایسا شخص، کوئی مرد ہے تو کوئی لڑکی سوچ بھی نہیں سکے گی کہ ایسے سے شادی کرے، سوچے تو ناک کٹوا کے ہی کرے گی۔ مگر یہ بے محل ہونے کا نتیجہ ہے اپنی ذات میں وہ ناک خوبصورت ہے۔ آنکھ ایک ادھر ہو جائے اور ایک نیچے لگ جائے تو بہت بھیانک تصور پیدا ہوتا ہے حالانکہ دونوں آنکھیں اپنی ذات میں کیسی ہی خوبصورت ہوں تب بھی وہ کشش کی بجائے وہ بڑا سخت دور پھینکنے کا کردار ادا کرتی ہیں، دھکا دینے کا کردار ادا کرتی ہیں۔ تو عفو بھی اپنے محل پر خوبصورت ہے، محل سے ہٹے گا تو بد زیب ہو جائے گا۔

پس جماعت میں اگر مجلس شوریٰ کی روح کو زندہ رکھنا ہے تو عفو پر اس طرح عمل کریں جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ دین کی غیرت کی راہ میں عفو کو کبھی حائل نہیں ہونے دیا۔ اپنی تکلیف بہت اٹھائی، بہت دکھ اٹھائے، مگر جہاں تک ہم نے مطالعہ کیا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی تکلیف کا بدلہ کبھی بھی نہیں لیا، اس کو عفو کہتے ہیں۔ اور اس عفو کے نتیجہ میں پھر استغفار پیدا ہونا ایک لازمی بات ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب آپ عفو کرتے ہیں تو یہ بھی تو خیال آتا ہے کہ اس شخص نے خدا کو بھی تو ناراض کر لیا ہوگا۔ اب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنا دو پہلو رکھتا تھا ایک یہ پہلو کہ آپ نے اس کو برداشت کر لیا اور اس کے نتیجہ میں اس کو معاف فرما دیا۔ ایک اور پہلو تھا کہ خدا بھی تو ناراض ہو جاتا تھا اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان خود معافی میں مستعد ہوتا ہے یعنی جلدی دکھاتا ہے اور کہتا ہے میں بالکل کسی قسم کا بدلہ نہیں لینا چاہتا۔ مگر اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق میں ایسا بارہا ہوتا تھا کیونکہ آپ اپنی ذات کا جرم معاف کرنے میں بالکل بے پرواہ ہوتے تھے مگر جس کو کسی سے پیار ہو اس کے خلاف وہ جرم برداشت نہیں کرتا۔ یہ ویسی ہی مثال ہے جیسے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ آپ

کے سامنے سنایا تھا کہ آپ کو ایک شخص گالیاں دے رہا تھا اور نہایت سخت کلامی کر رہا تھا۔ مہمان باہر سے آیا ہے اور آتے ہی اس نے دندناتے ہوئے مسجد میں آپ کے خلاف باتیں کرنی شروع کر دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ ایک صحابی سے برداشت نہیں ہوا انہوں نے آگے سے کوئی سختی سے جواب دیا۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روک دیا کہ نہیں کرنا ایسا۔ انہوں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے، کہ آپ ہمارے امام ہیں ٹھیک ہے لیکن جب محمد رسول اللہ کو گالیاں دی جائیں آپ برداشت نہیں کر سکتے اور ہم سے کس طرح توقع رکھتے ہیں کہ اپنے پیر کو گالیاں دیتے ہوئے سنیں اور ہم برداشت کر لیں۔ تو میں یہ نہیں کہہ رہا کہ برداشت نہ کرو میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ ایک فطرتی بات ہے۔

مشاورت امانت ہوا کرتی ہے اس کے وہی حصے باہر بیان ہونے چاہئیں جن کی اجازت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مجھے جتنے روزانہ گالیوں کے خط آتے ہیں اور جیسا جیسا گند بولا جاتا ہے، کہتے ہیں تم لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کیا کیا ہو رہا ہے مجھ سے، لیکن میں برداشت کرتا ہوں اللہ کی خاطر اور کبھی پرواہ نہیں کی۔ مگر جب پادریوں نے محمد رسول اللہ کے خلاف بد زبانیاں کی ہیں تو دیکھیں جوابی حملے کیسے کیسے سخت کئے ہیں تو یہی اللہ تعالیٰ کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بعض دفعہ اپنے ولی کی بے عزتی اور ولی کے ساتھ گستاخی کے سلوک کو بالکل برداشت نہیں کرتا اور ایسا ردعمل بعض دفعہ اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے جیسے ایک ہتھنی کے بچے کو مار دیا گیا ہو تو ہتھنی اس ظالم پر حملہ کرتی ہے اور اس کی لاش کو پھر مٹی میں رگید کر اس کے نشان مٹا دیتی ہے روند روند کر۔ تو اللہ کی غیرت کا بھی ایک سوال تھا اور قرآن کریم میں "واستغفر لہم" کا مضمون اسی لئے بیان ہوا ہے خصوصیت سے، کہ اے محمدؐ! تو تو معاف کرے گا، ہم جانتے ہیں، لیکن پھر ان کے لئے بخشش بھی اللہ سے مانگنا کیونکہ ہو سکتا ہے بعض گستاخیاں ہوں اللہ معاف نہ کرے، تجھے ان کی بخشش بھی مانگنی ہوگی۔ اور جب تو یہ کرتا ہے تو ایسے لوگ پھر اس بات کے لائق رکھتے ہیں تو ان سے مشورے کرے کیونکہ یہ لوگ تجھ سے محبت کریں گے، تیرے عاشق ہو چکے ہوں گے پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تجھے غلط مشورے دیں۔ لیکن مشورہ ان سے کر فیصلہ تو نے کرنا ہے۔ اور جب محبت کے یہ تعلق ہوں تو فیصلہ چاہے مشوروں کے خلاف ہو کبھی اس کے نتیجے میں دوریاں پیدا نہیں ہوتیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں خصوصیت سے مجھے یاد ہے، بچپن سے ہی آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجلس شوریٰ میں ضرور آنا ہے اور بڑے اہتمام سے ہم لوگ باقاعدہ مجلس شوریٰ میں شریک ہوتے تھے بطور زائر کے، لیکن بہت سی ایسی اہم تربیت مجلس شوریٰ میں ایسی ہو رہی ہوتی ہے جو نہ تقریروں میں، نہ خطبوں میں، نہ باہر کہیں ہوتی ہے وہ سارا ماحول ایک زندہ، فعال حرکت دکھاتا ہے جس میں جماعت ایک دوسرے کے ساتھ ایک تعامل کر رہی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق اور اس کے نتیجے میں جو ردعمل پیدا ہو رہے ہیں اس کی ایک ایسی زندہ مثال ہے جیسے دو کیمیکلز کو آپس میں ملائیں تو آپ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ اس کے اندر آواز اٹھتی ہے۔ اور کیمیکل ردعمل پیدا ہوتے ہیں اور پھر اس سے ایک نئی چیز بنتی ہے۔ تو مجلس شوریٰ جماعت کے باہمی تعامل کا نام ہے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی تربیت ہوتی ہے۔ تو مجھے یاد ہے ہمیشہ مجلس شوریٰ میں ہم دیکھا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہی بعد میں اب تک کا رواج رہا اکثر معاملات میں مشوروں پر بہت غور کرتے، ان کو سراہتے اور ان کی تائید میں فیصلے دیتے اور بعض دفعہ ان کے برخلاف فیصلے دیتے۔ بعض دفعہ تکلیف بھی محسوس کرتے اور بعضوں کو سمجھاتے کہ تم نے یہ غلط کیا ہے، یہ مشورہ دینا ہی نہیں چاہئے تھا، یہ نادانی ہے، یہ ناسمجھی ہے۔ لیکن کبھی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ہوا کہ جس کے نتیجے میں جماعت کے دل میں کوئی منفی ردعمل پیدا ہوا ہو۔ بلکہ وہ واقعات، وہ مواقع جن میں خلیفہ وقت نے شوریٰ کی بات نہیں مانی، اپنی تسلیم کروائی ہے، وہ ہمیشہ کے لئے خلافت کی تائید میں ایک زندہ ثبوت بن گئے کہ وقت نے ثابت کیا کہ وہی بات درست تھی اور اکثریت کے فیصلے غلط تھے۔ یہ ہے مجلس شوریٰ۔ اور اس روح کو قائم رکھنے کے لئے آپس کا اعتماد ضروری ہے، یہ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ اگر یہ آپس کا اعتماد نہ ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا اکثریت چھوڑ کے اگر ایک آدمی زائد بھی کسی ایسی پارٹی کے ساتھ ہو جس کا فیصلہ رد ہوتا ہے، تو دیکھیں کیسی قیامت آجاتی ہے، کہ ہمارے اکتیس ممبر تھے تمہارے تیس تھے اس لئے اکتیس کی بات مانی جائے گی تیس کی نہیں مانی جائے گی۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف فیصلہ دینے کی جرأت کرے تو دیکھیں کیسی کیسی قیامتیں ٹوٹیں گی۔ مگر ایسے فیصلے بھی ہوئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی، بعد میں بھی اور ہم نے خلافت کے دور میں جو مجالس شوریٰ دیکھی اس میں تو، بارہا تو نہیں مگر کئی دفعہ ایسا دیکھا ہے کہ ساری شوریٰ کی ایک رائے اور خلیفہ وقت کی دوسری اور وہی رائے درست نکلی۔ تمام صحابہ کی ایک رائے اور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی دوسری اور وہی رائے درست نکلی۔

ایک وہ موقع تھا صلح حدیبیہ کا جبکہ حدیبیہ کے میدان میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ تھا کہ چونکہ راستہ محفوظ نہیں ہے اور قرآن کی رو کے منافی ہے کہ حج غیر محفوظ رستے پر بھی کیا جائے۔ آپ نے فرمایا حج نہیں ہوگا، یہیں قربانیاں دو۔ اور سارے صحابہ بلا استثناء متفق ہی نہیں، زور دے رہے تھے، جوش دکھا رہے تھے، کہ نہیں ہم نے حج ضرور کرنا ہے، آپ نے کسی کی نہیں سنی۔ وہی فیصلہ صادر فرمایا اور تاریخ گواہ ہے کہ کس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو حیرت انگیز برکت نصیب ہوئی ہے اور صلح حدیبیہ ہی کے موقع پر فتح مکہ کی بنیاد ڈالی گئی ہے اور اسی موقع پر جو سورۃ نازل ہوئی ہے اس میں یہ خوشخبری دے دی گئی تھی کہ ایک فتح نہیں، ہم تجھے دوسری فتح کی بھی خوشخبری دے رہے ہیں، تو نے خدا کی خاطر اپنا سر جھکا دیا اور گویا کہ انسان ہر دفعہ اپنی ہی شکست تسلیم کرتا ہے۔ سورۃ فتح کا مضمون یہ ہے کہ تو نے خدا کی خاطر اپنی شکست تسلیم کر لی اس لئے خدا تجھے فتح پر فتح دے گا۔ یہ بظاہر کمزوری کی صلح بھی تیرے لئے طاقت کا موجب بنے گی۔ اور پھر ایک اور فتح بھی ہے جو اس کے بعد آنے والی ہے۔ پس دیکھیں ایک شخص کا فیصلہ تھا، توکل علی اللہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور جن سے محبت کرتا ہے پھر ان کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں بھی ہم نے یہی دیکھا کہ جب آپ فیصلہ، شوریٰ کے فیصلے کے خلاف فرماتے تھے تو ساری مجلس شوریٰ اول تو اسی فیصلے پر بچھ جاتی تھی۔ کوئی ایک مجلس شوریٰ میں شامل نمائندہ بڑبڑاتا ہوا باہر نہیں نکلتا تھا کہ ہمارے فیصلے کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ ایک بھی مثال اس کی مجھے یاد نہیں جو اس وقت ظاہر ہوئی ہو یا بعد میں جماعتوں میں جا کر کسی نے یہ بات کی ہو۔ اس سے ایک اور بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ مجلس شوریٰ کا نمائندہ چننے والے متقی لوگ تھے۔ وہ اپنے میں سے اسی کو چنتے تھے جو متقی ہوتے تھے اور ان کا یہ ردعمل بتا رہا ہے کہ کیسے تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ کسی ایک نے بھی یہ غلطی نہیں کی کہ باہر جا کر کوئی بات کی ہو کہ جی ہمارا فیصلہ یہ تھا اور فلاں ہو گیا۔ بلکہ سارے باہر نکلتے ہوئے، ہنستے کھیلتے یہی باتیں کیا کرتے تھے اس دن رات تک یہی مضمون رہتا تھا کہ دیکھو ہم کیسے بے وقوف نکلے اور وہی ہونا چاہئے تھا جو خلیفہ وقت نے فیصلہ دیا تھا اور جو ہمیں سمجھایا ہمارے ذہن میں آیا ہی نہیں واقعۃً یہی تجویز درست تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے کہ ہمیں ایسے عظیم الشان صالح نظام کا جزو بنایا ہے جہاں غلطی کے ہر امکان کو دور کرنے کے لئے درستی کرنے کا ایک طریق مقرر فرما رکھا ہے اور ان دونوں کے تعاون کے نتیجے میں ایک نہایت صحت مند، پاکیزہ نظام قائم ہوتا ہے۔ پس مجلس شوریٰ میں آنے والوں کو

ضرور ہمیشہ پیش نظر رکھیں آج بھی اور کل بھی۔ اگر ان باتوں پر آپ عمل کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت ہمیشہ زندہ رہے گی اور مجلس شوریٰ سے خلافت کو تقویت ملتی اور خلافت سے مجلس شوریٰ کو صحت عطا ہوتی ہے۔ پس ان دونوں باتوں کے نتیجے میں جماعت کی زندگی کی ہمیشہ ہمیش کے لئے ضمانت میسر آئے گی۔ پس تقویٰ کے ساتھ مشورے دیا کریں۔ محبتیں بڑھانے کے فیصلے کیا کریں اور جیسا کہ میں نے مثال دی ہے مشورہ سوچتے وقت ان باتوں کو سوچا کریں جو آپ کے دل سے از خود اخلاص کے ساتھ اُٹھ رہی ہیں۔ ان میں میں نے ایک مثال دی ہے، جماعتوں کے اندر اگر کہیں تلخی پائی جاتی ہے تو ان کی وجوہات پر غور کر کے اس رنگ میں اپنی شوریٰ میں پیش کریں کہ اس کے نتیجے میں تلخی لازماً کم ہو، بڑھے نہیں۔ اگر بڑھانے کے انداز میں مشورہ دے دیا تو آپ ذمہ دار ہوں گے۔ اور ایسے مشورے کو پھر قبول بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اس کے علاوہ روزمرہ کی باتیں ہیں، تربیت کے نئے نئے تقاضے ہیں، نئی نئی قومیں احمدیت میں اور اسلام میں داخل ہو رہی ہیں، پھر اصلاح و ارشاد کے بہت بڑے اور وسیع تقاضے اور بڑی امیدیں آپ سے وابستہ کی گئی ہیں، تو یہ سارے امور وہ ہیں جن میں وزارت آپ کو پریشانی لاحق ہونی چاہیئے۔ سوچتے رہنا چاہیئے کہ اس ضمن میں ہم کیا طریق اختیار کریں کہ اپنے مقاصد کو توقع سے بھی بڑھ کر حاصل کر سکیں۔ تو پھر جو باتیں آپ کے دل سے خود بخود پھوٹتی ہیں انہی پر مشورے ہونے چاہئیں اور جب آپس میں ایک دوسرے کو مشورہ دیں گے تو پھر ایک پختہ ذہن کا مشورہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک کمال کے درجہ کو پہنچا ہوا ذہن ہوگا یعنی اجتماعی ذہن جماعت کا۔ وہ مشورے جب پہنچیں گے، وہ پہنچیں گے، ان کی منظوری ہوگی پھر فیصلے بنیں گے۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ کا مضمون نہ بھولیں۔ آج بھی اسی طرح جاری ہے، کل بھی اسی طرح جاری رہے گا۔ تمام مجالس شوریٰ کے فیصلے جن کو آپ سمجھتے ہیں، وہ مشورے ہیں۔ فیصلہ اس وقت بنتے ہیں جبکہ امام وقت ان کو قبول کر لیتا ہے اور وہ فیصلے بنتے ہیں جس شکل میں وہ ان کو قبول کرتا ہے پھر توکل علی اللہ کا مضمون ہے پھر پرواہ نہ کریں پھر لازماً انہی فیصلوں میں برکت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ مضامین بار بار دہرانے کے لائق ہیں کیونکہ جماعت کی زندگی سے اور جماعت کی بقا سے ان کا گہرا تعلق ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجلس شوریٰ جماعت کے باہمی تعامل کا نام ہے

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

مجلس شوریٰ جو ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے ان کو تو السلام علیکم خاص طور پر کہنا تھا۔ محبت بھرا پیغام دینا تھا۔ مبارک باد دینی تھی اسیران راہ مولیٰ کی آزادی کی۔ ان ہواؤں کے رخ میں تبدیلیاں کی مبارک باد دینی تھی اور ہواؤں کی لہک میں جو خوشگوار اثرات ظاہر ہوئے ہیں ان کے اوپر مبارک باد دینی تھی اور ایک بات خاص طور پر یہ کہنے والی ہے کہ مشاورت امانت ہوا کرتی ہے، اس کے سارے حصے باہر بیان ہونے چاہئیں جن کی اجازت ہو ورنہ آپس کے مشورے ایک امانت کا رنگ رکھتے ہیں اور خصوصیت سے جو تبلیغی منصوبے وغیرہ بنائے جاتے ہیں ان میں یہ امانت کا پہلو زیادہ غالب ہے تو ان مشوروں کو امانت کے ساتھ دیں اور امانت کے ساتھ ہی اپنے سینوں میں لے کر واپس جائیں۔ اتنے ہی پہلو ظاہر فرمائیں جن پہلوؤں کے متعلق مجلس شوریٰ یا صدر مجلس کی ہدایت ہے کہ ان کو عام کریں ورنہ باقی جو آپس کی سوچیں ہیں ان میں غور و فکر ہونا چاہیئے اور آپ پر خدا کی طرف سے عائد کردہ امانت آپ کے دل میں ہی محفوظ رہنی چاہیئے۔ بعض دفعہ بے تکلف اور غیر محتاط تبصرے نقصان پہنچا جاتے ہیں اور اس سے دشمن کو خواہ مخواہ شرارت کا موقع مل جاتا ہے۔ یہ ایک بات میں نے کہنی تھی جو بھول گیا تھا اس لئے اب خطبے کے بعد اسے شامل کر دیا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی

بھاگلپور میں جلسہ پیشوایان مذاہب

الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ برہ پورہ و بھاگلپور کی طرف سے مورخہ ۷ اپریل ۱۹۹۶ء زیر صدارت محترمہ حلیمہ طاہرہ صاحبہ صدر لجنہ بلاری، بھاگلپور کے احمدیہ نمائش ہال میں جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا۔ برہ پورہ و بھاگلپور کے خدام کی مدد سے جلسہ گاہ بہت بہترین رنگ میں مزین کیا گیا۔

۲ بجے دن سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ تقریباً سبھی مہمان وقت پر جلسہ گاہ میں حاضر ہو گئیں۔ حاضرین کی تواضع شربت، ناشتہ وغیرہ سے کی گئی۔ اس جلسہ میں خاکسارہ کے ساتھ خانپور ملکی کی سات ممبرات نے شمولیت کی۔ اس جلسہ کی مہمان خصوصی محترمہ مادھوری سنہا صاحبہ پرنسپل ایس۔ایم کالج بھاگلپور تھیں۔ اس کے علاوہ ایس۔ایم کالج کی بہت سی اساتذہ تھیں جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتی تھیں۔

جلسہ کا آغاز محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ برہ پورہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ ازاں بعد محترمہ راشدہ اختر صاحبہ خانپور ملکی نے حمد و ثنا نہایت خوش الحانی سے ادا کیا۔ بعدہٗ محترمہ شائستہ احمد صاحبہ برہ پورہ نے مہمانوں کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا۔ اس کے بعد محترمہ شوشیلا دیوی لیکچرر ہندی، ایس۔ایم کالج محترمہ سبھاشنی یسیرا، محترمہ اوناپوری صاحبہ نے تقریریں کیں۔ اس اجلاس میں لجنہ اماء اللہ برہ پورہ و بھاگلپور کی ممبرات نے بھی مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ محترمہ راشدہ خانم صاحبہ بھاگلپور۔ محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ بھاگلپور۔ محترمہ نور الاسلام صاحبہ برہ پورہ۔ محترمہ امۃ الکریم صاحبہ صدر لجنہ برہ پورہ محترمہ طلعت جہاں صاحبہ برہ پورہ اور محترمہ فوزیہ بشریٰ صاحبہ نے۔ تقاریر کے درمیان نظمیں بھی پڑھی گئیں۔

پھر مہمان خصوصی محترمہ مادھوری سنہا صاحبہ نے اپنے اس جلسہ میں شامل ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور دعوت دینے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ پھر خاکسار نے مہمان خصوصی و تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور مہمان خصوصی پرنسپل صاحبہ کی خدمت میں اور ایس ایم کالج کی اساتذہ کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ آخر میں صدر مجلس محترمہ حلیمہ طاہرہ صاحبہ نے جلسہ کی کامیابی پر مبارک باد دی اور دعا کروائی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

اس جلسہ میں خدام نے بُک اسٹال لگایا اور پمفلٹ تقسیم کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم لجنات کو ہمیشہ اس طرح پیغام حق پہنچانے کی توفیق عطا کرتا رہے اور ہماری مساعی میں برکت ڈالے۔

(خاکسار۔ زکیہ تسنیم صدر لجنہ اماء اللہ بہار)

ناصر آباد کشمیر میں مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر زون (۵) کا اجتماع

مورخہ ۷ ، ۸ رمئی ۱۹۹۶ء کو مجلس خدام الاحمدیہ زون (۵) جس میں مجالس خدام الاحمدیہ چک ایرچھ، بالسو، نونہ مئی، برازلو، ازاروره، ہاری پاری گام، شورت، یاریکاپورہ، اور ناصر آباد کے خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس اجتماع میں قائد علاقائی مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب اور ان کی مجلس عاملہ کے علاوہ مجالس کے قائدین اور معززین نے بھی شرکت کی جن کی تعداد تین سو کے قریب تھی۔

کارروائی کا آغاز مورخہ ۷ رمئی دن کے دو بجے حافظ ظفر اقبال صاحب لون کی تلاوت کلام پاک سے کیا گیا بعد میں قائد مجلس مقامی نے پرچم کشائی کی محترم ناظم صاحب انصار اللہ کے صدارتی تقریر کے ساتھ ہی پہلی مجلس تین بجے اختتام پذیر ہوئی۔ مقابلہ جات کا پروگرام خدام ٹھیک چار بجے شروع ہوا جو رات دیر گئے تک جاری رہا۔ اوّل دوم سوم آنے والے خدام و اطفال کو انعامات دیئے گئے۔ انعام تقسیم کے فرائض صدر مقامی مکرم ماسٹر عبد العزیز صاحب نے انجام دیئے اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ روحانی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد)

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں جماعت احمدیہ کے خلاف تبصرہ

چیف ایڈیٹر کا معذرت نامہ!

مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ

حال ہی میں کیرلہ کے ایک اشاعتی ادارہ کلمہ پبلیکیشنز نے جس کے پیچھے جماعت اسلامی کے سرگرم ارکان کارفرما ہیں ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل اسلام انسائیکلو پیڈیا کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔

اس کتاب کے صد ۳۲۸ تا صد ۳۳۲ میں جماعت احمدیہ کے متعلق "قادیانزم" کے نام سے ایک زہریلا مضمون شائع کر کے عوام الناس میں جماعت احمدیہ کے خلاف بدظنی پھیلانے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنفین اور مؤلفین ایسے نہیں ہیں جنہیں جماعت احمدیہ کے اسلامی عقائد سے واقفیت نہ ہو۔ انہوں نے عمداً جھوٹ اور افتراء سے کام لیتے ہوئے ایسے غیر اسلامی عقائد جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کئے ہیں جن کا جماعت احمدیہ سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ اور کئی الزامات ایسے ہیں جن کے جواب سے ہمارا لٹریچر بھرا پڑا ہے۔

یہ مضمون لفظ انسائیکلو پیڈیا کو ہی داغدار بنانے والا تھا۔ یہ کتاب شائع ہوتے ہی خاکسار نے اس مضمون کا مدلل جواب "اسلام انسائیکلو پیڈیا۔ ایک جائزہ" کے عنوان سے لکھ کر شائع کیا۔ اور مذکورہ کتاب کے مصنفین۔ مؤلفین پر مشتمل ایڈیٹوریل بورڈ کے تمام ممبروں کو اس واضح غیر اسلامی وغیر انسانی رویہ کی مذمت کرتے ہوئے احتجاجی چٹھی کے ساتھ خاکسار نے اپنی کتاب بھیجا رہا۔ نیز علمی طبقوں میں بذریعہ ڈاک اور خود ام اپنی کتاب بھجوائی۔

اس ایڈیٹوریل بورڈ کے دو معزز ممبروں کے علاوہ باقیوں نے چپ سادھ لی۔ اسی میں انہوں نے اپنی عافیت سمجھی!

اس انسائیکلو پیڈیا کے چیف ایڈیٹر محمد عبد الکریم صاحب نے جو کئی کتب کے مصنف اور ایک مشہور تاریخ داں ہیں اور جماعت کی کتب اور لٹریچرز سے پوری طرح واقف ہیں نے خاکسار کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ:-

"یہ حقیقت ہے کہ اسلام انسائیکلو پیڈیا کے چیف ایڈیٹر کے ذمہ دار عہدہ پر میں فائز کیا گیا ہوں۔ لیکن مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ میں اپنے اندر اس کی قابلیت نہیں پاتا ہوں۔

اس انسائیکلو پیڈیا میں "قادیانزم" کے زیر عنوان جو مضمون شائع ہوا تھا آپ یقین مانئے کہ میں نے اس کا مطالعہ نہیں کیا تھا اسی طرح بعض اور مضامین بھی میں نے نہیں پڑھے تھے۔ میں نے آپ کی چٹھی اور کتاب ملنے کے بعد اس کے پبلیشروں کو واضح رنگ میں بتایا کہ آپ لوگوں نے احمدیوں کے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیا ہے۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ قابل احترام حضرت مرزا احمد القادیانی نے اسلام اور مسلمانوں کی جو نمایاں اور بے نظیر خدمات بجالائی تھیں۔ اس کی تنقیص کرنا کسی صورت میں درست نہیں۔ مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بارے میں عوام میں غلط فہمیاں پھیلانے والا یہ مضمون احمدیوں کے شدید دشمنوں کی کتب سے اخذ کیا گیا ہے۔

آپ کی مرسلہ کتاب اسلام انسائیکلو پیڈیا۔ ایک جائزہ کا میں نے بغور مطالعہ کیا۔ مذکورہ قادیانزم مضمون میں جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے بارے میں جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں اس کا تدارک آپ کی کتاب بہترین رنگ میں کر رہی ہے۔

لہٰذا براہ کرم بطور چیف ایڈیٹر مجھ پر کوئی الزام عائد نہ فرمائیں اس سلسلہ میں میں پیلاطوس کی طرح اپنا ہاتھ دھو کر توبہ کرتا ہوں۔"

مذکورہ انسائیکلو پیڈیا کے مصنفین میں سے ایک مشہور مضمون نگار پروفیسر M.N کاواشیری کالیکٹ یونیورسٹی نے خاکسار کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ:-

"اسلام انسائیکلو پیڈیا والوں نے احمدیوں کے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیا ہے۔ قادیانزم کا عنوان ہی ان لوگوں کے عندیہ کی عکاسی کرتا ہے۔ احمدیوں کے ساتھ کی گئی اس ناانصافی پر میں نے متعلقین سے اپنے شدید احتجاج کا اظہار کیا تھا۔"

مذکورہ انسائیکلو پیڈیا کے بارے میں کالیکٹ یونیورسٹی کے صدر شعبہ سنسکرت شری پروفیسر پنڈت اُنی تری نے جماعت اسلامی کے آرگن Mathrubhumi میں ایک ریویو لکھا تھا۔ خاکسار نے اُن کی خدمت میں بھی اپنی مذکورہ کتاب اور ایک چٹھی روانہ کی تھی۔ اس کے جواب میں موصوف نے خاکسار کو لکھا کہ

"میں نے آپ کی کتاب کا بغور مطالعہ کیا۔ میں نے انسائیکلو پیڈیا کا صرف سرسری مطالعہ ہی کیا تھا۔ ۔۔۔ آپ کی کتاب پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اُس کتاب کے بارے میں اپنے ریویو میں جو لکھا تھا کہ یہ کتاب غیر جانبدارانہ رنگ میں لکھی گئی ہے درست نہیں تھا۔"

اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کی کتاب "اسلام انسائیکلو پیڈیا ایک جائزہ" کو مذکورہ کلمہ بکس والے ادارے کی کتاب میں شائع شدہ مسموم مضمون "قادیانزم" کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور احمدیہ جماعت کے موقف کے بارے میں روشناس کرانے کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ علمی طبقہ میں اب بھی مذکورہ مضمون کی مذمت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

ولادت

الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بیٹے عزیزم فریاد احمد قریشی کو مورخہ ۲ رجون ۱۹۹۷ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی تحریک وقف نو کے تحت وقف ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچی کا نام "لبیبہ فریاد" تجویز فرمایا ہے نومولودہ محترم قریشی سعید احمد صاحب درویش مرحوم کی پوتی اور مکرم البشارت احمد صاحب آف کرنال (ہریانہ) کی نواسی ہے۔ احباب کرام سے زچہ و بچی کی صحت و سلامتی و درازی عمر نیز بچی کے نیک خادمہ دین و خاندان کے لئے قرۃ العین بننے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر /۳۰ روپے)

(خاکسار۔ نصیرہ بیگم بیوہ محترم قریشی سعید احمد صاحب درویش مرحوم قادیان)

مکرم صوفی خلیل احمد صاحب مرحوم کا ذکر خیر

عاجز کے بھائی صوفی خلیل احمد صاحب ماہ مارچ میں کراچی میں فوت ہو گئے تھے۔ جمعۃ الوداع کے دن ربوہ میں اُن کی نماز جنازہ ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔

یہ میرے بھائی ہم چھ بہن بھائیوں میں سے چھٹے نمبر پر تھے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی کرنے کے بعد Labour Welfare کے محکمہ میں ملازم ہو گئے۔ کافی عرصہ انسپکٹر لگے رہے پھر ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ پر ریٹائر ہوئے۔ کافی عرصہ لاہور متعین رہے پھر کراچی میں تبدیل ہو گئے۔ لاہور میں خدام الاحمدیہ کے مختلف عہدوں پر خدمت سلسلہ کی۔ ہمارے والد حضرت صوفی محمد فضل الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ اور ہمارے دادا جان حضرت صوفی کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ یکے از تین سو تیرہ اصحاب میں تھے۔ عزیزم خلیل احمد میں سادگی۔ سیدھا پن تھا۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ خلیل احمد صاحب کی سوگوار بیوہ چوہدری عبد الباری صاحب سابق ناظر بیت المال کی صاحبزادی ہیں۔ مرحوم اپنے پیچھے دو بیٹے تین بیٹیاں عمر رسیدہ چھوڑے ہیں۔ احباب کرام سے مرحوم کی مغفرت، بلندی درجات نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے (صوفی عزیز احمد سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ۔۔۔۔

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا غیر مطبوعہ منظوم کلام

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی صاحبزادی آمنہ بیگم کی وفات پر ذیل کا منظوم کلام تحریر فرمایا جو صاحبزادی مرحومہ کے قبر کے کتبہ پر کندہ کرایا گیا تھا۔ یہ کلام ابھی تک کہیں شائع نہیں ہُوا۔ محترم عبدالحمید محمود صاحب سوپور (کشمیر) نے قبرستان ملحقہ بیوت الحمد کالونی کے کتبہ سے اس نظم کو نقل کرکے بھجوایا ہے جسے محترم موصوف کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کیا جارہا ہے ———— (ادارہ)

بُلبلِ باغِ بہشت (آمنہ)

آمنہ میری لڑکی جو ۱۴ر اگست ۱۹۲۷ء شب کے بارہ بجے کے قریب پیدا ہوئی اور اسی وقت قریباً ۲۶ر نومبر کو وفات پاگئی جس پر نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعہ اپنی دِلی کیفیت کا اظہار فرمایا۔

خاکسار حشمت اللہ ڈاکٹر

ٹال سکتا کون فرمانِ خُدا — کس طرح پُوری نہ ہوتی سرنوشت
آگئی تھی چند روزہ سیر کو — پر اُسے بھائی نہیں دُنیائے زشت
ہاتھ ملتے تھے اِدھر تیماردار — سر پٹکتی تھی اُدھر وہ خوش سرشت
کُھل گئیں آخر قفس کی کھڑکیاں — اُڑ گئی وہ بُلبلِ باغِ بہشت

منقول از بچہ قبرستان قادیان۔ ایک شکستہ اونچا پڑا کتبہ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ۔ بقیہ صفحہ اوّل

پس اگر آپ نے اس نعمت کو پکڑے رہنا ہے تو اللہ کی رسّی پر اجتماعیت کے ساتھ مضبوطی سے ہاتھ ڈال دیں۔ ایسا ہاتھ ڈالیں کہ پھر اس ہاتھ کا چھٹنا ممکن نہ رہے۔ اگر ایسا ہو تو آپ کی آپس کی محبت کی ہمیشہ کے لئے ضمانت ہے کوئی دُنیا کی طاقت آپ کے دلوں کو پھاڑ نہیں سکتی۔

اپنے ایمان افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اصل میں جو لوگ خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلعم سے محبت کرتے ہیں وہ دینی خدمات کرنے والوں سے نفرت کر ہی نہیں سکتے۔ جو لوگ جماعتی خدمات کرتے ہیں اور ہر وقت جماعت کے کاموں کے لئے کمربستہ رہتے ہیں اُن کے لئے دُعائیں کریں اُن سے پیار کریں۔ اور اگر آپ اُن سے پیار محسوس نہیں کرتے تو اللہ کی محبت آپ کے لئے واجب نہیں ہے۔ حضور نے حدیثِ قدسی کہ "صِلہ رحمی کرنے والوں پر بھی میری محبت واجب ہوگئی" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بنی نوعِ انسان سے ایسی للّٰہی محبت کریں کہ وہ صِلہ رحمی میں تبدیل ہو جائے۔ اور جب یہ محبت بڑھ کر ایسی ہو جاتی ہے کہ جیسے خونی رشتے ہوں تو پھر آپ ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں جو مومن کا معراج ہے۔ حضور نے حدیثِ نبوی کہ "تو اللہ کی خاطر محبت کرے اور اللہ کی خاطر نفرت کرے" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری نفرت بھی خُدا کے لئے ہی ہوتی ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ ان کا بُرا چاہیں بلکہ اس سے مُراد یہ ہے کہ آپ اُن کی بد عادتوں سے نفرت کریں۔ اُن کی قابلِ نفرت اداؤں سے نفرت کریں۔ اور اُن کے ساتھ احسان کا سلوک بند نہ کریں۔ اُن کے ساتھ عدل کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کو ایسی بیہودہ حرکتوں سے نفرت تھی جن سے خدا کو نفرت ہوتی ہے۔ پس وہ للّٰہی محبت کریں جو محبت رسول اللہؐ نے کرکے دِکھائی اور وہ للّٰہی نفرت کریں جو محمد رسول اللہؐ نے کر کے دِکھائی۔ کہ ان نفرتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپؐ رحمتوں کی بارش برسانے والے ہوگئے۔ جن سے للّٰہی نفرت ہوتی تھی آپؐ اُن کے لئے دُعائیں کرتے تھے۔ ان پر رحمتیں برساتے تھے۔ پس ایسی نفرت کریں تو ساری دُنیا میں آپ کی نفرتیں وہ عظیم انقلاب برپا کر دیں گی جو دُنیا کی محبتیں بھی نہیں کر سکتیں۔ پھر نہ آپ کی محبت دِلوں کو توڑنے والی ہوگی اور نہ ہی آپ کی نفرت ہی دِلوں کو توڑنے والی ہوگی۔ اور تمام دُنیا ایک اُمّتِ واحدہ ہی نہیں بلکہ ایک وسیع عالمی گھر میں تبدیل ہو جائے گی۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

آمین ؞

رُڑکی سے ایک خط۔ بقیہ صـ۲

حضور نے یہ بات بالکل صحیح فرمائی کہ نبوت کے ذریعے ہی لوگوں کے دل آپس میں باندھے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اس کی زندہ مثال ہے۔ دُوسرے مسلمان نبوت کی نعمت سے عاری ہیں اس لئے ان کے دِل آپس میں اینٹھے ہوئے ہیں۔ ۱۳ر مئی ۹۴ء کو حضور نے مہمان نوازی، گھروں کا پاکیزہ ماحول بھوکوں یتیموں غلاموں اور قیدیوں کو کھانا کھلانے غریب بھائیوں کو تحفے دینے وغیرہ کے متعلق عظیم الشان خطبہ دیا۔ ۲۰ر مئی کو خاکسار ریڈیو دفتر میں لے گیا تھا۔ کچھ اَور دوستوں نے بھی حضور کی میٹھی آواز سُنی۔ اب تو جمعے کا بڑی بے صبری سے انتظار رہتا ہے۔ جمعے کی بڑی خوشی ہوتی ہے۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ وہ دِن جلد لائے جب ایم۔ ٹی۔ اے پر حضور کے خطبات سُن اور دیکھ سکیں۔ (آمین۔)"

کراچی میں احمدیہ مسجد اور احمدیہ مکانوں پر "محافظینِ ختمِ نبوّت" کا حملہ

پُوری بستی سے احمدیوں کا اِنخلاء۔ دس احمدی مُسلمان زخمی۔ پندرہ گرفتار

۲۷ر اپریل کو صبح فجر کی نماز کے وقت پانچ بجکر ۲۸ منٹ پر دو نقاب پوش "محافظینِ ختمِ نبوّت" نے فیڈرل بی ایریا کراچی کی بیت النصرت مسجد میں مغربی جانب کی کھڑکی سے مشین گنوں کے ذریعہ حملہ کر دیا اور فرار ہو گئے۔ چونکہ کھڑکی بند تھی اور فائرنگ شیشوں کے باہر سے کی گئی تھی جس سے کانچ کے ٹکڑے ساری مسجد میں بکھر گئے۔ چونکہ سب احباب بیٹھے ہوئے تھے اس لئے اکثر گولیاں ان کے سر کے اُوپر سے گزر گئیں۔ مگر ایک گولی صغیر چیمہ صاحب کو سر میں لگی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہُوا کہ زخم گہرا نہ تھا۔ انہیں مرہم پٹی کے بعد گھر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

۲ر مئی کو کراچی کے حلقہ کورنگی کی بستی جو گلشن لطیف کہلاتی ہے، میں احمدی گھروں پر حملہ کیا گیا۔ یہاں گیارہ احمدی گھرانے آباد ہیں۔ ۲ر مئی کو ان کے بجلی کے کنکشن کاٹ دیئے گئے۔ اور ۳ر مئی کو پانی کے پائپ کاٹنے کی کوشش کی گئی جس پر جھگڑا ہُوا اور مخالفین نے احمدی گھروں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں دس احمدی زخمی ہو گئے۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:—

(۱) محمد علی صاحب عمر ۶۰ سال۔ ان کے سر پر شدید چوٹیں آئیں۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں اُن کی مرہم پٹی کرکے فارغ کر دیا گیا۔ ان کی حالت تسلی بخش ہے۔

(۲) طارق بٹ صاحب، عمر ۳۲ سال۔ بائیں ہاتھ پر چوٹ لگی۔ ہڈی ٹوٹ گئی۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ جہاں ان کا اپریشن کرکے ہڈی کو جوڑا گیا ہے۔

(۳) خالد محمود بٹ عمر ۲۵ سال۔ سر پر چوٹ لگی ہے۔ رُو بصحت ہیں۔

(۴) محمد علی صاحب کی بچی عمر ۱۶ سال۔ جس کو ڈنڈوں سے مارا گیا۔ اس نے غیر احمدی ہمسائے کے گھر میں پناہ لے کر جان بچائی۔

(۵) نور احمد شمس صاحب عمر ۲۶ سال۔ ان کے جسم پر ڈنڈوں سے وار کئے گئے۔ پولیس والے زخمی حالت میں ہی گرفتار کرکے لے گئے۔

(۶) محمد اسلم صاحب عمر ۲۵ سال۔ سر پر چوٹ آئی ہے۔ ان کو رائفل کے بٹ مارے گئے۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد میں پولیس انہیں گرفتار کرکے تھانہ لے گئی۔

(۷) خورشید صاحب، عمر ۳۶ سال۔ ان کے سر پر پستول رکھ کر چلائی گئی۔ لیکن گولی سائیڈ سے نکل گئی۔ ایک چھرّہ سر میں ہے۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد میں پولیس گرفتار کرکے تھانہ لے گئی۔

(۸) نصیر احمد صاحب، عمر ۲۵ سال۔ یہ اتفاق سے بستی میں اپنے عزیزوں کو ملنے آئے تھے کہ لوگوں نے پکڑ لیا اور خوب مارا۔ پولیس نے ان کو بھی گرفتار کر لیا۔

(۹) کلیم اللہ صاحب، عمر ۲۲ سال۔ سر پر چوٹ آئی۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد میں انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا۔

(۱۰) عائشہ بی بی صاحبہ، والدہ طارق بٹ صاحب۔ لوگوں نے ڈنڈوں سے مارا۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد میں ان کو رہا کر دیا گیا۔

اس ہنگامے کی وجہ سے ۳ر مئی ۹۴ء کو احمدیوں کو اپنا گھر بار چھوڑ کر بستی میں سے نکلنا پڑا۔ جو ابھی تک اپنے گھروں میں تھے انہیں اگلے دن ایک گھنٹے کا نوٹس دیا اور کہا کہ اگر ایک گھنٹے کے اندر بستی کو نہ چھوڑا تو مکانوں کو مکینوں سمیت آگ لگا دی جائے گی۔ اس طرح اس بستی سے مکمل طور پر احمدی مسلمانوں کا انخلاء ہو گیا۔ پولیس نے نہایت جانبدارانہ رویّہ سے کام لے کر اور بجائے اس کے کہ حملہ آوروں کو گرفتار کرتی پندرہ افراد کو گرفتار کرکے لے گئی۔

جن افراد پر مقدمہ بنایا گیا اُن کے نام یہ ہیں:—

۱۔ عبدالباری صاحب ۲۔ ناصر احمد صاحب۔
۳۔ زاہد صاحب ۴۔ خورشید احمد صاحب۔
۵۔ محمد اسلم صاحب۔ ۶۔ کلیم اللہ صاحب۔
۷۔ داؤد احمد صاحب۔ ۸۔ نور احمد شمس صاحب۔
۹۔ احمد صاحب ۱۰۔ نصیر بٹ صاحب ۱۱۔ نصیر الدین صاحب ۱۲۔ یوسف ثانی صاحب۔
۱۳۔ نصیر احمد صاحب ۱۴۔ نعیم الدین صاحب۔
۱۵۔ معین الدین صاحب (عمر ۵۵ سال)

دوسری طرف سے صرف تین افراد کو گرفتار کیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ احمدی گھروں میں سے دو مکانوں کی چھتیں اور دیواریں توڑی گئی ہیں۔ اور سامان لوٹنے کی کوشش بھی کی گئی۔

احبابِ جماعت سے تمام زخمیوں کے جلد شفایاب ہونے نیز مقدمات میں کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پاکستان کے تمام احمدیوں کو دُشمنوں کے ہر شرّ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(پریس ڈیسک لندن)

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں نیا تعلیمی سال ۱۶ اگست ۱۹۹۴ء کو شروع ہوگا۔ خواہشمند اُمیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر نظارت تعلیم میں ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کرسکتے ہیں۔ داخلے کی شرائط درج ذیل ہیں :-

(۱) درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔ (۲) جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔ (۳) کم از کم میٹرک یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔ (۴) قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ (۵) عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ پاس کی عمر ۲۱ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عُمر میں چھوٹ دیئے جانے پر غور ہو سکتا ہے۔ حفظ کلاس کے لئے عمر دس بارہ[12] سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ (۶) امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلے کے لئے موزوں ہے۔ (۷) درخواست دہندہ اپنے سندات کی مصدقہ نقول مع سرٹیفکیٹ امیر / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ معہ دو[2] عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰ جولائی ۹۴ء تک ارسال کریں۔ (۸) تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پُورا اُترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ درخواست، انفرادی طور پر کی جائے گی۔

نوٹ :
(۱)۔ قادیان آنے کے لئے سفر کے اخراجات اُمیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔
(۲)۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہو جانے کی صورت میں واپس سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔
(۳)۔ قادیان آتے وقت اپنے ہمراہ موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے۔ رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لے کر آئیں ⁂

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

الفضل انٹرنیشنل ویکلی لنڈن

جیسا کہ احبابِ جماعت کو علم ہے، امسال ۷ جنوری سے الفضل انٹرنیشنل ویکلی باقاعدہ لنڈن سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اخبار میں سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کے علاوہ دینی، علمی اور معلوماتی مضامین اور شعر و شاعری سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نعتیں، غزلیں اور نظمیں بھی شائع ہوتی ہیں۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اس اخبار کے زیادہ سے زیادہ خریدار بن کر اخبار کی مالی اعانت فرمائیں۔

اسی طرح مضمون نگار و شعراء حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین و اشعار ایڈیٹر صاحب الفضل انٹرنیشنل ویکلی لنڈن کے نام ارسال فرمائیں۔

اخبار کا پتہ درج ذیل ہے :-

16 - GRESSEN HALL ROAD,
LONDON S.W. 18 5 QL
(U.K.)

ناظر نشر و اشاعت قادیان

طالبِ دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنّان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NAHRU ROAD,
CALCUTTA — 700087

طالبانِ دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگولین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
اَرحَامُکُم اَرحَامُکُم
(تمہارے رشتہ دار آخر تمہارے اُولو الارحام ہی ہیں)
(منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S. PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر :-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
PHONE :- 04524 - 649.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

FOR DOLOO SUPREME CTC TEA IN 100 GMS. & 200 GMS POUCHES.
Contact:- TAAS & CO.
P. 48 PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072
PHONES :- 263287, 279302.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
پائی پیپرز
کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز :-
43 — 4028 - 5137 - 5206

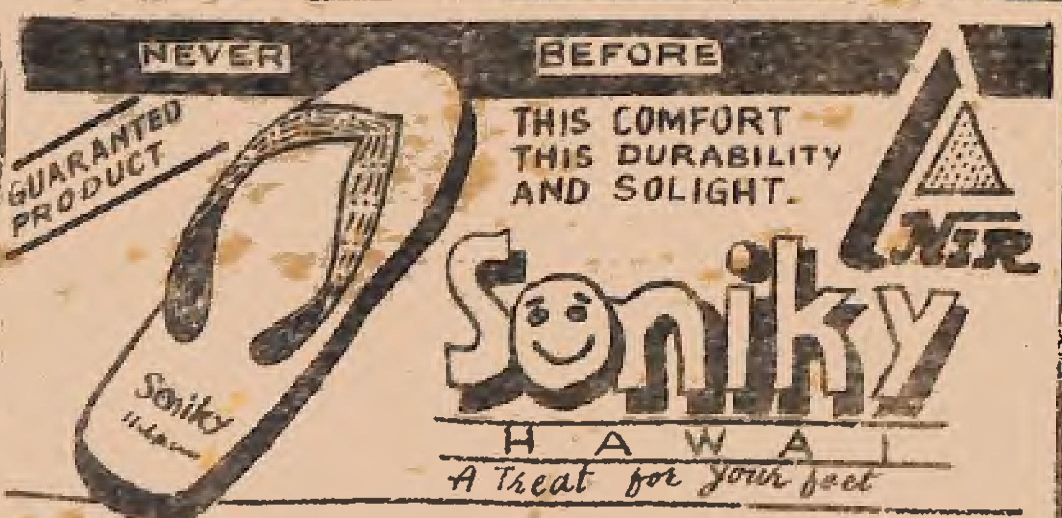

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15.